THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, February 25, 2013
(91st Session)
Volume III, No. 06
(Nos. 01-17)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………	1
2.	Leave of Absence………………………………..	2-3
3.	Privilege Motion Non-Cooperative Behaviour of MD ……………………………………………..	4-5
4.	Legislative Business:	
	I) The Dar-ul-Madina International University Amendment Bill, 2013..………………………..	6-7
	II) The South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad Bill, 2013 ….….	8-9
	III) The My University Islamabad Bill, 2013….	10-14
5.	Motion Under Rule 218:	
	Existing Public Transport System in Islamabad..	15-26
6.	Point of Order:	
	Electricity Failure in the Country………………	27-33
7.	Motion Under 269:	
	Amendment to the Senate Rules ………………	34-37

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-III SP.III(06)/2013
No. 06 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February. 25 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at two minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖۗ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ۔

ترجمہ: بھلا اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہو، تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر (فائز) ہو جاتا ہے، (اس کے برعکس) پس ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جن کے دل اللہ کے ذکر (کے فیض) سے (محروم ہو کر) سخت ہو گئے، یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ ہی نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، جو ایک کتاب ہے جس کی باتیں (نظم اور معانی میں) ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں (جس کی آیتیں) بار بار دہرائی گئی ہیں، جس سے ان لوگوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور دل نرم ہو جاتے ہیں (اور رقت کے ساتھ) اللہ کے ذکر کی طرف (محو ہو جاتے ہیں)۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس کے ذریعے رہنمائی فرماتا ہے۔

اور اللہ جسے گمراہ کر دیتا (یعنی گمراہ چھوڑ دیتا) ہے تو اس کے لیے کوئی ھادی نہیں ہوتا۔ (سورۃ الزمر آیات 22 تا 23)

Leave of Absence

Mr. Chairman: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ Now we take leave applications.

جناب عثمان سیف اللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب احمد حسن صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 21 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب باز محمد خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 تا 22 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: چوہدری جعفر اقبال صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18 تا 21 فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید ظفر علی شاہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ نسرین جلیل صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18, 19, 25, 26 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ سحر کامران صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 25 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب کامل علی آغا صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 25 فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید مظفر حسین شاہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 18 تا 26 فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد اللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ظہیر الدین بابر اعوان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20اور21 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We move on to item No. 2.

سینیٹر سعید غنی: جناب! میرا privilege motion ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: After doing this business we will give you point of order, this is practice. If this relates to the proceedings of the House, then it can be taken up. Privilege motion can be taken up.

(Interruption)

Mr. Chairman: It is important

جناب اگر آدھے گھنٹے بعد آپ کا point of order آ گیا تو حرج نہیں ہو گا۔ پہلے ہم business کر لیں۔ I will give you time but this is not a good practice کہ ہم business کو علیحدہ رکھ کر point of order شروع کر لیں۔ آپ privilege motion move کریں۔

Privilege Motion

Non−Cooperation Behaviour of MD

Senator Saeed Ghani: I move that my privilege as member of Senate of Pakistan and Chairman Functional Committee on Government Assurances has been breached due to non cooperative behaviour of MD Pakistan Security Papers regarding such a matter. I tried to contact him time and again but he never bothered to attend or respond to my call. It is therefore requested that this privilege motion may be admitted and referred to the concerned committee.

Mr. Chairman: Leader of the House.

Senator Islamuddin Shaikh (Chief Whip): Not opposed

اس کو Privilege Committee کو بھجوا دیں۔

جناب چیئرمین: اس کو consult کر لیں whether the Chief Whip has got

the authority on behalf of the Government to make a statement? اس

کو pending کر لیتے ہیں۔ کوئی cabinet member آجائے تو اس سے پوچھ لیں۔ میاں رضا ربانی صاحب، اس issue پر آپ ہمیں enlighten کریں گے؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I think if the Chief Whip is representing his party and the party is in government, so he can make a statement on behalf of the party and until and unless the Leader of the House disowns the statement, I think, it would hold the field.

Mr. Chairman: It is not a matter of thinking, it is matter of what the rules say.

Senator Mian Raza Rabbani: If you go simply according to the rules, then it has to be a cabinet member.

Mr. Chairman: Obviously, it should have been from a member of the Cabinet or the Leader of the House.

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب! اس وقت Leader of the House موجود نہیں ہیں اور یہ طے ہے کہ جب وہ یہاں موجود نہیں ہوتے یا چھٹی پر ہوتے ہیں۔۔۔

Mr. Chairman: Sheikh *sahib*, I have to follow the rules. Babar Awan *sahib*.

Senator Zaheer−ud−Din Babar Awan: Thank you Mr. Chairman. Under the rules, it is the Leader of the House and Leader of the House represents the Leader of the House in the National Assembly as Chief Executive of the country or a cabinet member. Nobody else is recognized under the rules.

جناب چیئرمین: سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! یہ بات یاد آ گئی ہے کہ Leader of the House or member of the Cabinet شیخ صاحب ماشا اللہ بہت پیارے آدمی ہیں، بڑے اچھے ہیں، آپ نے فرمایا تو میرے ذہن میں آیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو Leader of the House بنائے،

مجھے اس سے کوئی تکلیف نہیں ہے مگر جناب چیئرمین! یہ جو Chief Whip کا عہدہ ہے، یہ کس rule کے تحت ہے، کس نے notify کیا ہے اور کب کیا ہے؟ مجھے ان کی ذات سے کوئی رنجش نہیں ہے، وہ میرے لیے نہایت قابل احترام ہیں لیکن میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ Chief Whip کا عہدہ سینیٹ میں کون سے rule کے تحت دیا گیا ہے اور کس نے اور کب notify کیا گیا ہے؟ یہ جناب کی ذمہ داری ہے۔

جناب چیئرمین: یہ بات شیخ آفتاب صاحب سے پوچھتے ہیں، وہ نیشنل اسمبلی میں ہیں۔ This is order of the parliamentary practice.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: نہیں، چیئرمین صاحب! practice کون سی ہے؟ ادھر rules میں ہے لیکن ہمارے اس ہاؤس میں کسی جگہ پر Chief Whip کا کوئی عہدہ نہیں۔ یہ اسی طرح دبائے چلے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے پھر بابر اعوان صاحب اور رضا ربانی صاحب اس کو examine کر لیں، آپ نے ایک point raise کیا ہے، they must assist the House. اس کو ذرا دیکھ لیں، let's see and examine it. جی عباس خان آفریدی صاحب on this Privilege Motion. Do you oppose it or you accept it?

سینیٹر عباس خان آفریدی (وزیر مملکت برائے کامرس): میں اسے accept کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: The matter is referred to the Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges.

Now we may take up Item No. 2. Mr. Saeed Ghani may move the motion.

Legislative Business

The Dar-ul-Madina International University Islamabad Bill, 2013

Senator Saeed Ghani: Thank you sir. I wish to move that the Bill to provide for the establishment of Dar-ul-Madina International University [The Dar-ul-Madina International University

Islamabad Bill, 2013], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? Yes, Babar Awan *sahib*.

Senator Zaheer-ud-Din Babar Awan: Mr. Chairman, I just wanted to have a query with permission of the Chair, is it vetted by Committee on Law?

Mr. Chairman: Yes, it has been.

Senator Zaheer-ud-Din Babar Awan: Right. It is not so mentioned in the agenda.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the establishment of Dar-ul-Madina International University [The Dar-ul-Madina International University Islamabad Bill, 2013], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, the motion was adopted unanimously. We may now take up second reading of the Bill, that is, clause by clause consideration of the Bill, there is no amendment in Clause 2 to 39. Therefore, I put these Clauses together as one question before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, Clauses 2 to 39 stand part of the Bill. We may now take up Clause I, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause I, the Preamble and the Title stands part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, Clause I, the Preamble and the Title stands part of the Bill. Mr. Saeed Ghani may move Item No. 3.

Senator Saeed Ghani: I wish to move that the Bill to provide for the establishment of Dar-ul-Madina International University [The Dar-ul-Madina International University Islamabad Bill, 2013], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the establishment of Dar-ul-Madina International University [The Dar-ul-Madina International University Islamabad Bill, 2013], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, the motion is adopted and the Bill stands passed unanimously. Mr. Saeed Ghani may move Item No. 4.

The South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad Bill, 2013

Senator Saeed Ghani: I wish to move that the Bill to provide for the establishment of South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad [The South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad Bill, 2013], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? It has not been opposed. It has been moved that the Bill to provide for the establishment of South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad. [The South Asian Strategic Stability Institute (SASSI)

University Islamabad Bill, 2013], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: We may now take up second reading of the Bill. That is clause by clause consideration of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 35. Therefore, I put these Clauses together as one question before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, Clauses 2 to 35 stand part of the Bill. We may now take up Clause I, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause I, the Preamble and the Title stands part of the Bill?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, Clause I, the Preamble and the Title stands part of the Bill. Mr. Saeed Ghani may move Item No. 5.

Senator Saeed Ghani: I wish to move that the Bill to provide for the establishment of South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad. [The South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad Bill, 2013], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the establishment of South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad. [The South Asian Strategic Stability Institute (SASSI) University Islamabad Bill, 2013], be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Consequently, the Bill stands passed unanimously. Mr. Saeed Ghani may move Item No. 6.

The My University Islamabad Bill, 2013

Senator Saeed Ghani: I wish to move that the Bill to provide for the establishment of My University Islamabad [The My University Islamabad Bill, 2013], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: Is it opposed? No, it has not been opposed. It has been moved that Bill to provide for the establishment of MY University Islamabad [The MY University Islamabad Bill, 2013], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(*The motion was carried unanimously*)

Mr. Chairman: Consequently, the motion is adopted unanimously. Second reading of the Bill. We may now take up second reading of the Bill that is Clause by Clause consideration of the Bill. There is no amendment in Clauses 2 to 35. Therefore, I put these Clauses together as one question before the House.

(*The motion was carried*)

Mr. Chairman: Consequently, Clauses 2 to 35 do form part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. The question is that Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill do stand part of the Bill.

(*The motion was carried*)

Mr. Chairman: Consequently, Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill do stand part of the Bill. Item No.7. Mr. Saeed Ghani.

Senator Saeed Ghani: I wish to move that the Bill to provide for the establishment of MY University Islamabad [The MY University Islamabad Bill, 2013] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to provide for the establishment of MY University Islamabad [The MY University Islamabad Bill, 2013] be passed.

(*The motion was carried unanimously*)

Mr. Chairman: The motion is adopted and Bill stands passed unanimously.

رضا ربانی صاحب، آپ سے پہلے ہمایوں خان صاحب نے وقت مانگا تھا۔ جی ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلاتا ہوں۔ پرسوں پسنی میں سات مزدوروں کو کچھ unidentified لوگوں نے بے دردی سے قتل کیا۔ ان کا تعلق میرے علاقے ژوب سے ہے۔ یہ ایک بزدلانہ اور ظالمانہ کارروائی ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کا پتا لگایا جائے اور ان کو گرفتار کرکے قرارواقعی سزادی جائے۔ اگر ہوسکے تو ایوان میں ان کے لیے دعا کی گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل۔ ان کے لیے دعا ضرور کرلیں۔ حمزہ صاحب! آپ دعا فرمادیں۔

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Thank you sir. I want to correct myself and since you were kind enough to ask my opinion on the rules, therefore, I would like to have the record corrected. Mr. Chairman! I would draw your attention to Chapter 10 of the rules which deal with privileges and you would see Mr. Chairman! that from rule 70 to rule 84 deals with the various stages and procedures of a Privilege Motion. Mr. Chairman! I would take you straightaway to just 3 rules and I would first of all, take you to rule 73 which says:

"The mode of raising a question of privilege.− Where a question of privilege has been allowed to be raised, the Chairman shall, after the disposal of questions and before other business on

the Orders of the Day is entered upon, call upon the member who gave the notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and make a short statement relevant thereto:

Provided that where a member is allowed under the proviso to Rule 71 to raise a question of privilege during the course of a sitting he shall raise that question immediately after his being allowed to do so or at such other time as the Chairman may direct."

Now this in the mode and manner in which a question of privilege is to be raised. Now Mr. Chairman! I would draw your attention to rule 75. "Questions of privilege to be considered by the Senate or Committee…", this is the relevant part sir, "if the Chairman holds the question of privilege to be in order, it shall stand referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges, unless the Senate decides to consider the question itself..", and I stop here.

Now what does rule 75 say, we have seen under rule 73 that the mode in which a question of privilege is to be raised, the Chairman will give permission, the permission once granted to the honourable member, that member will raise the question of privilege, and then we come to rule 74. Rule 74 is that it will have precedence over questions and then we come to rule 75 and rule 75 makes no mention of the treasury or of a Cabinet Minister but says that it is the discretion, it is for the Chairman to decide that whether the question that has been raised constitutes a breach of privilege, and if the Chairman comes to the conclusion that yes, it constitutes a breach of privilege, then he would either refer it to the concerned Standing Committee on Rules of Procedure or in case the Senate itself, as the House decides to convert itself into a Committee, then the Senate would convert itself into the Committee.

Mr. Chairman! then rule 76 gives you the power that even when the Senate is not in session you can decide in chambers, if a matter is that urgent that whether a breach of Privilege has been committed or not. So, therefore, sir, my humble submission to you would be that it is a matter between the Chair and the member concerned and that the Treasury benches play no role whatsoever in helping the Chair come to a conclusion whether a breach of privilege has been committed or not under the rules of procedure. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you for assistance and guiding. The point is this, that if the privilege motion is against certain officials and they are represented by the Treasury benches or by the Cabinet. So, we always give an opportunity to the Treasury benches or to the member of the Cabinet. One should not be condemned unheard. On that principle we do ask from the Government, we do ask from the Cabinet members whether you oppose it or not. So, I still understand that it is domain of the Chair that is perfectly given under the rules, but certainly on the basic principles one should not be condemned unheard, on that principle, we do always ask the Treasury benches and particularly from the Cabinet for referring it to the Committee. Thank you for the assistance

جی بابر اعوان صاحب۔

Senator Zaheer-ud-Din Babar Awan: Thank you Honourable Chairman. I agree with this observation that nobody should be condemned unheard because Article 10-A of the Constitution which is brought with the 18th Constitutional Amendment on the statute book of the Constitution, that also says that 'due course' should be observed. Previously, the court have defined that

since there is no word of 'due course' used in the Constitution, so Article 4 and Article 9 of the Constitution, as we all know, those who practice law were made relevant.

Now the next part of the query of the honourable Chair was regarding one of the offices to which our learned member Zafar Ali Shah *Sahib* raised a point. I will be referring to Rule−2, Chapter−1 to answer that query of the honourable Chair. First of all sir, kindly refer to page No.2, there are two offices which are recognized and under the parliamentary practice, I will make my submission to that as well. First is:

> "Leader of the House" means the Prime Minister or a member appointed by him to represent Government and regulate Government business in the Senate when the Prime Minister is not sitting in the House;
>
> Sir, No.2 is:
>
> "Leader of the Opposition" means a member of the House, who enjoys the support of the majority of the members in opposition to the Government in the House, and is declared as such by the Chairman of the Senate;

Sir, second is every party. This is an internal arrangement of political parties those who are part of the parliamentary exercises that they appoint somebody as Chief Whip or Deputy Chief Whip for that matter, there are precedents that those have also been appointed. The reason is to enable them to issue the instructions which are given by the parliamentary party or the leadership to the members and they do represent only one party to which that person is appointed as Chief Whip or as Deputy Chief Whip. For the purposes of alliances, this exercise is permitted but it is not a

binding thing that there is a Chief Whip who can represent the Government and definitely, he is going to stand up on every point. That is the second portion of the query.

Mr. Chairman: Thank you. Zafar Ali Shah *sahib*.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب! انہوں نے every party کی بات کی، یہ کون سا rule ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے parliamentary practice کی بات کی ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں نے parliamentary practice کی بات نہیں کی۔ میں نے تو straightaway rule کی بات کی ہے۔ قومی اسمبلی کے rules میں چیف وہپ کا عہدہ رکھا گیا ہے، وہ notify ہوتا ہے، اس کا function اور job ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ سینیٹ کے rules میں یہ عہدہ موجود نہیں ہے۔ میں نے تو اتنی بات کی ہے۔

Mr. Chairman: Babar *sahib*, kindly examine it also that this is provided in the rules of National Assembly. If there is any deficiency in our rules, let us cope up with that situation also.

We may now take up item No.8. Col. (R) Syed Tahir Mashhadi may move the motion.

Motion Under Rule 218

Existing Public Transport System in Islamabad

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I beg to move that the House may discuss the existing public transport system in Islamabad Capital Territory.

Mr. Chairman: Shah *sahib*, before we move on this, there is a request from the Minister for deferring it. We admit it, then we can have a discussion on it subsequently. You have already moved it and if you want to speak today, you can but certainly the Minister

is not available in the House. There is also a request from the Minister, so we can take up this discussion on the subsequent day.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the ministers are never available.

جناب چیئرمین: آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو کرلیں۔

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب۔ اصل میں مجھ سے غلطی ہو گئی، میں نے کہا کہ ایوان اسلام آباد کے existing پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو discuss کرے۔ اصل میں تو existing ہے ہی نہیں۔ مجھے کہنا چاہیے تھا------

Mr. Chairman: So, you withdraw this motion?

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! میں تو اس پر بول رہا ہوں۔

Mr. Chairman: You said that there is nothing existing. If nothing exists, why to debate on that.

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: بات یہ ہے کہ اگر non-existent ہے تو پھر کم از کم اس کو exist کرنا چاہیے۔ آپ دنیا کے کسی بھی ملک کے capital میں چلے جائیں یا تو آپ کو ایک بہت زبردست underground system ملے گا، trams ملیں گی، یا beautiful bus system ملے گا سوائے اسلام آباد کے۔ ہماری حکومت اپنے آپ کو عوامی حکومت کہتی ہے۔ سب Pajeros اور Land Cruisers کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ اس حکومت کا کام ہی یہی ہے-------

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! میرے خیال میں آج آپ as opposition member بول رہے ہیں۔ Before that, you were on treasury benches.

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: آپ نے مجھے سیٹ بھی دے دی ہے، اس کے لیے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ مجھے اپوزیشن side پر لے آئے ہیں جو کہ میرا خواب تھا۔ کافی سالوں سے یہ میری خواہش تھی کہ میں اس side پر آجاؤں۔

جناب! وہ لوگ Pajeros میں گھومتے ہیں مگر ہمارے غریب لوگ، بے چارے مڈل کلاس، لوئر مڈل کلاس، سرکاری ملازمین اور پرائیویٹ نوکریاں کرنے والے تو صرف دور سے Pajeros کو دیکھ

سکتے ہیں یا رستے سے ہٹ سکتے ہیں یا پھر کبھی کبھی وہ Pajeros ان کے اوپر سے ہی گزر جاتی ہیں کیونکہ وہ بے چارے غریب ہیں اور Pajeros والے امیر ہیں۔

ہمارے شہر اسلام آباد میں کروڑوں روپے کرپشن کی نذر ہوجاتے ہیں۔ آپ سپریم کورٹ کے cases اٹھا کر دیکھیں، کوئی بلین کا ہوگا، کوئی چالیس بلین کا ہوگا اور کوئی اسّی بلین کا ہوگا۔ اگر تھوڑی سی کرپشن کم کردیں تو اس منصوبے پر تو اتنا خرچہ ہی نہیں آئے گا۔ تھوڑی سی کرپشن کم کرکے، غریبوں کی طرف توجہ دیں جن کے پاس گاڑیاں یا ٹرانسپورٹ نہیں ہے اور ایک ٹرانسپورٹ سسٹم بنائیں۔

آپ اگر تہران جائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ وہاں دنیا کا second best transport system موجود ہے۔ یہ کوئی nuclear science نہیں ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ کو developed country نہیں ہونا پڑتا اور آپ کو امریکہ یا انگلینڈ نہیں ہونا پڑتا۔ اگر political will ہو، عوام کا خیال ہو، اگر آپ اپنے عوام کو انسان سمجھیں، ان کے دکھ کو سمجھیں اور ان کی تکالیف دور کرنا چاہیں تو آپ ایک پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم، اسلام آباد میں بھی لاسکتے ہیں۔ بے شک یہ ٹرانسپورٹ سسٹم underground نہ ہو کیونکہ ہم لوگ afford نہیں کرسکتے یا ہم لوگ اتنے قابل نہیں کہ اسے چلا سکیں، کیونکہ یہاں تو سب سفارش سے appoint ہوتے ہیں اور چاچوں بھتیجوں کو appointments ملتی ہیں، وہ بھی پھر پیسے ویسے لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ کم از کم ایک اچھا بس سسٹم یا ایک اچھا میٹرو سسٹم، آپ اسلام آباد میں لے کر آئیں۔ یہ اقدام ہمارے عوام کے لیے بہت ہی بہتر ہوگا۔ اس سے congestion اور کاروں کی تعداد میں اضافے کا مسئلہ بھی حل ہوگا۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ دنیا میں مڈل کلاس، اپر مڈل کلاس، سرکاری ملازمین، حتیٰ کہ وزرا، اور ایسے ایسے ملک بھی ہیں جہاں کہ پرائم منسٹر بھی پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرتے ہیں۔ اس میں کوئی بے عزتی والی بات نہیں ہے۔ اگر ٹرانسپورٹ اچھی ہو، صاف ہو، وقت پر چلے، as per schedule چلے، اپنے روٹ پر چلے، ایک specified time کے بعد آیا کرے اور جایا کرے، کرایہ بھی مناسب ہو تاکہ ہر شخص اسے استعمال کرسکے تو یہ بات ایک اچھے ملک کے ایک اچھے capital کا ایک بہت اچھا symbol ہوگی۔ آپ اسلام آباد میں دیکھیں تو خالی گاڑیاں نظر آتی ہیں یا پھر پیدل لوگ نظر آتے ہیں۔ گاڑی والوں کو salute پیش کیے جاتے ہیں جبکہ پیدل چلنے والوں کو پکڑ کر پوچھا جاتا ہے کہ کہاں جارہے ہو یا کہاں سے آرہے ہو۔ غریب بے چارہ رُل رہا ہے۔

جناب! میں نے 218 under rule یہ تحریک move کی تھی کہ ایوان اس معاملے پر توجہ دے۔ اگر کوئی منسٹر اس وقت موجود ہوتے تو اچھا ہوتا لیکن وہ تو دوپہر کو اپنی نیند پوری کر رہے ہیں۔ ان بےچاروں نے رات کو جاگنا ہوتا ہے، صبح اٹھ نہیں سکتے تو دوپہر کو ہی تھوڑا سا سو لیتے ہیں، اس لیے سب سو رہے ہیں۔ اگر کوئی جاگ کر آجاتا تو بہت اچھا ہوتا مگر اس وقت کوئی موجود نہیں ہے۔ اس لیے ہم دیواروں سے request کر لیتے ہیں یا پھر آپ کے اور over-burdened چیف وہپ صاحب کے through request کر لیتے ہیں کہ یہ بات concerned quarters تک پہنچائیں۔ خدا کے لیے! پاکستانی عوام پر رحم کریں۔ غریبوں کے لیے کچھ سوچنا شروع کریں اور خاص کر اسلام آباد میں لوگوں کے لئے ایک ٹرانسپورٹ سسٹم بنائیں تاکہ وہ بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکیں۔ بہت شکریہ جنابِ چیئرمین۔

Mr. Chairman: Babar Awan *sahib*, do you want to speak on this motion? Please go ahead.

سینیٹر ظہیر الدین بابر اعوان: شکریہ جنابِ چیئرمین۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ فاضل رکن کی سیٹ اب بھی in the line of the Government ہی ہے۔ انہوں نے اسلام آباد کے لیے بڑی friendly باتیں کی ہیں۔ اسلام آباد آپ کا بھی شہر ہے اور میرا بھی۔ اس کے بارے میں اسلام آباد کے شاعر نے ہی کہا ہوا ہے کہ:

کوئی ہاتھ بھی نہ ملائے گا جو گلے ملو گے تپاک سے
یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلے سے رہا کرو

Coming back to the existing public transport system, there is one which exists.

50s اور 70s سے پہلے کی motor-cabs پنڈی یا کسی بھی دوسرے شہر سے زیادہ، اسلام آباد میں چلتی ہیں۔ This is number one and Islamabad Transport Authority is not concerned about the pollution, emission and everything which is related to the transport. دوسری چیز یہ ہے کہ جب سے اسلام آباد کے master plan کی violations شروع ہوئی ہیں، اس وقت سے یہ بات عام ہو گئی ہے کہ لوگوں نے پلازوں کے آگے گلیوں کو بھی روک لیا ہے اور ان پر بھی construction ہو گئی ہے۔ Islamabad master plan

کی یہ destruction کوئی ایک دن میں نہیں ہوئی، اس میں بہت لمبا عرصہ لگا ہے لیکن اس وقت جس تیز رفتاری کے ساتھ اس کی destruction ہو رہی ہے شاید اس کی مثال آگے مل سکے پیچھے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ .This is one portion of it احمدی نژاد جانے ہی اسی لیے جاتے ہیں کہ بحیثیت میئر انہوں نے اپنے capital کا traffic engineering and transport system ٹھیک کیا تھا اور وہ اسی وجہ سے مشہور ہوئے تھے۔ The nation is waiting in the whole country in general and particularly in Islamabad کہ ایک چھوٹا سا شہر جس میں راولپنڈی تحصیل اور پنجاب کا تھوڑا سا علاقہ شامل ہے، ,it is not even half اسے درست کرنے کے لیے کوئی traffic engineering کے نقطہ نظر سے بھی بات کی جاتی۔

جناب والا! یہاں جو دوسری transport موجود ہے، وہ گاڑیاں بھی وہ ہیں جو آپ دیکھیں کہ گولڑہ میں Pakistan Army کی پرانی گاڑیوں کا جو dumping ground ہے، ان کی body پر صرف 2013 لکھا ہو گا اور ان میں انجن وہی 1932 والا ہو گا، وہ گاڑیاں چلائی جا رہی ہیں، یہ transport exist کرتی ہے۔ میرے نزدیک تیسرا سب سے اہم issue یہ ہے، مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ رومانیہ نے پورے پاکستان کے لیے چار ہزار گاڑیاں دی تھیں، اُس وقت Road Transport Corporation West Pakistan ہوتی تھی، Punjab Road Transport Corporation ہوتی تھی اور دوسری corporations ہوتی تھیں، ان میں سے ایک کا dumping graveyard یہاں اسلام آباد میں ہے اور لوگ اسے گاڑیوں کا قبرستان کہتے ہیں، وہ I-8 میں واقع ہے۔ وہاں اس وقت بھی ہزاروں گاڑیاں پڑی ہوئی ہیں لیکن جیسے کہتے ہیں کہ

خونِ خاک نشیناں تھا رزق خاک ہوا
نہ مدعی نہ شہادت حساب پاک ہوا

کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔ اس لیے سب سے پہلے engineering کی ضرورت ہے، پھر مختلف وقت میں خبریں لگتی رہیں، ایک مرتبہ ایک خبر لگی کہ راولپنڈی اور اسلام آباد کے درمیان ایک ٹرین چل پڑی ہے جو گولڑہ بھی جائے گی، کینٹ بھی جائے گی اور اسلام آباد بھی آیا کرے گی۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ ٹرین نہیں چل سکی اور ناکام ہو گئی۔ Recently خبر آئی کہ اسلام آباد میں public transport کا نظام شروع کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کی bureaucracy over politicized ہے، public interest کے کاموں میں اس قدر سیاست ہے اور یہ سارے معاملات اس

قدر سیاسی ہو گئے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ پوری قوم اور وہ لوگ بھی جن کے حلف ہوتے ہیں کہ ہم سیاست میں حصہ نہیں لیں گے، آپ Schedule 1 to 5 دیکھ لیں، جن لوگوں کے حلف ہیں کہ ہم public life نہیں رکھیں گے، وہ سارے بھی سیاست میں حصہ لیتے ہیں اور میڈیا میں بھی ان کی سیاستدانوں سے زیادہ coverage ہے اور ٹی وی چینلوں پر بھی سیاستدانوں سے زیادہ ان کے tickers کی coverage ہوتی ہے۔ ہمیں اس ماحول میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ جو دو مسائل ہیں انہیں tackle کرنا پڑے گا، this is Islamabad specific لیکن پورے ملک کے لیے بھی ایسی بحث ضرور ہونی چاہیے، کیونکہ یہ public interest کی بحث ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں پوری قوم کی توجہ کے لیے یہ بات کرنے لگا ہوں کہ پاکستان میں دور دراز علاقے کی کوئی بھی سڑک ایسی نہیں ہے جہاں چھوٹی سی بھی آبادی ہو اور وہاں صبح اور شام سکول کے وقت traffic jam نہ ہوتا ہو۔ وہاں گدھا گاڑیاں نہیں بلکہ گاڑیاں چلتی ہیں، وہ گاڑیاں جو پٹرول اور سی این جی سے چلتی ہیں لیکن ان لوگوں میں ٹیکس دینے والے کتنے ہیں؟ جب میں کہہ رہا ہوں کہ یہ سارا نظام over politicized ہو گیا ہے تو اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ دنیا کے جتنے بھی ممالک welfare states ہیں، وہاں پر ٹیکس کی ratio 30 to 42% ہے اور یہاں ٹیکس دینے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس رفتار سے گاڑیاں بڑھ رہی ہیں اور جس رفتار سے وہ گاڑیاں بڑھ رہی ہیں جو unregistered ہیں، وہ گاڑیاں بڑھ رہی ہیں جن کے بارے میں پنجابی میں اور اردو میں بھی کہتے ہیں کہ کوئی 'کھُرا' ہی نہیں ہے، وہ گاڑیاں بھی ان سڑکوں پر چل رہی ہیں۔ اس لیے انہیں regulate کرنے کے لیے جب تک کوئی transport authority نہیں ہو گی تو یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا، CDA ویسے بھی ناکام ہو گئی۔ آپ نے دیکھا کہ 50s and 60s میں یہاں کے مقامی لوگوں کی زمینیں پچاس پچاس روپے کنال اور دو دو سو روپے ایکٹر لی گئی تھیں، ان پر rate لگ گئے ہیں کہ ان پر اگر ایک کمرہ بنانا ہے تو اتنے پیسے، مذہبی ادارہ بنانا ہے تو اتنے پیسے، سیاسی ادارہ بنانا ہے تو اتنے پیسے، اگر آپ نے کسی NGO کا کمرہ بنانا ہے تو اتنے پیسے اور اگر آپ نے سینکڑوں کنال پر قبضہ کرنا ہے، اب تو اسلام آباد میں سارا قبضہ ہو گیا ہے۔ اب تو کسی specific area کے لیے کوئی ایسی device use ہو جس سے لوگوں کو بیہوش کر کے انہیں گھروں سے نکالا جا سکے، دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس لیے CDA مکمل طور پر انتظامی اعتبار سے over politicized ناکام ادارہ ہے۔ اسلام آباد میں ایسی transport authority جس میں تین stakeholders ہوں، ان میں ایک stakeholder جو

transport use کرتا ہے۔ دنیا conventional mode of transportation کی طرف واپس آرہی ہے تاکہ ٹریفک کا اژدہام ختم ہو اور ہم مزید گاڑیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں، ایک گھر میں چار چار، پانچ پانچ، چھ چھ گاڑیاں اور اس گھر سے پاکستان کی ریاست کو کوئی ٹیکس نہیں ملتا۔ اس کے لیے میں آپ کے توسط سے سنجیدگی کے ساتھ کسی transport authority کی recommendation دوں گا کہ وہ بنائی جائے which is independent of Islamabad Administration and CDA تو وہ کوئی کام کر سکتی ہے، otherwise یہ ان قراردادوں میں سے ایک قرارداد ہو گی جس پر عملدرآمد نہیں کیا جاسکتا، undoable قرارداد۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ، جناب چیئرمین! کرنل مشہدی صاحب نے بڑا important issue point out کیا ہے، میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ جناب والا! اگر آپ Europe یا کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں travel کرتے ہیں تو ائیرپورٹ سے نکلتے ہی ایک چیز واضح نظر آتی ہے اور وہ وہاں کی public transport ہوتی ہے۔ جرمنی کے تمام شہروں، فرانس کے تمام شہروں میں، انگلینڈ کے تمام شہروں میں بہت اچھی public transport ہے، جس میں میٹرو بسیں، trams, light and heavy rails بھی ہیں۔ جہاں بھی جس طرح کی ضرورت ہوتی ہے وہاں اس طرح کی transport موجود ہوتی ہے۔ یہ بڑی عجیب بات لگتی ہے کہ اسلام آباد ہمارا capital ہے، 180 million آبادی والا دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے۔ اسلام آباد بہت خوبصورت شہر ہے لیکن ہم دنیا کو کیا message دے رہے ہیں کہ جب لوگ یہاں آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ سفر کرنے کے لیے کوئی proper public transport نہیں ہے۔ اگر آپ elite class کو دیکھتے ہیں تو ان کے پاس گاڑیاں ہیں یا جو afford کر سکتے ہیں یا بنگلوں میں رہتے ہیں، وہ بہت تھوڑے لوگ ہیں، زیادہ تر government employees, private نوکری کرنے والے، دوسرے لوگ یا باہر سے آنے والے لوگوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ یہاں ایک بہت اچھا effective and modern public transport system ہو۔ آپ دیکھیں کہ آج کل because of leasing and in absence of effective public transport system ہمارے ہاں گاڑیاں بہت زیادہ ہو گئی ہیں، اس سے pollution بھی بہت ہو گئی اور یہ unaffordable بھی ہے۔ پٹرول اور ڈیزل اس وقت ایک سو

پندرہ روپے کے قریب ہے اور میرے خیال میں امیر آدمی ہی afford کر سکتا ہے، غریب آدمی کے لیے یہاں پر کوئی خاص نظام موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں بابر اعوان صاحب کی اس بات کو بھی support کروں گا کہ اسلام آباد کے لیے ایک effective transport authority ہونی چاہیے جو بالکل modern lines پر study کرے کہ آیا یہاں bus based transport system ہونا چاہیے یا mono rail system ہونا چاہیے، light rail system ہونا چاہیے یا کس طرح کا system ہونا چاہیے۔ اس کی پوری study کرنے کے بعد اسلام آباد کے لوگوں کو ایک تحفہ دیا جائے۔ جہاں پر اتنے highways بنائے جاتے ہیں یا دوسری چیزیں بنائی جاتی ہیں اور اسلام آباد تو ہمارا capital ہے، یہاں ہمیں ایک effective transport authority کی بہت سخت ضرورت ہے۔ اسلام آباد کی planning بھی اس طرح کی گئی ہے کہ یہاں بہت کھلی spaces چھوڑی گئی ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ green belts and sectors کے درمیان راستے موجود ہیں جیسے جناح ایونیو اور دوسرے avenues ہیں، ان سب پر planning کی جاسکتی ہے، صرف ایک proper engineering and study کر کے اسے بنایا جائے۔ میں بھی اس چیز کو support کرتا ہوں کہ اسلام آباد کے لیے ایک effective transport system ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مشاہد حسین صاحب۔

Senator Mushahid Hussain Syed: Thank you Mr. Chairman.

یہ issue جو سید طاہر حسین مشہدی صاحب، ہمارے honourable بابر اعوان صاحب اور مندوخیل صاحب نے raise کیا، میں اس پر briefly focus کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پاکستان کے لیے بہت بڑا المیہ ہے کہ not just in the capital but also in the major cities there is no public transport system for the masses, for the "*awam*". Normally there are two modes of transport ایک بس جو عوام کے لیے ہوتی ہے اور دوسرا train system ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں train system بھی collapse ہو گیا اور بسوں کا non-existent ہے۔ ابھی last week I was in North Korea for a Conference there. جناب چیئرمین! میں نے دیکھا ہے کہ ایشیا کے تین ایسے leaders ہیں

who were mayors of the major cities. Who delivered on public
میں South Korea ابھی میں transport and then became national leaders.
تھا، وہاں کا President جو آج retire ہوا ہے جس کا نام لی میانگ باک جو سیول کا میئر تھا اور لوگوں
نے اسی لیے اس کو ووٹ دیا کہ وہ national leader بن گیا اور ابھی اس کی پانچ سالہ term ختم
important اور اس کی ایک اور because he was a successful mayor ہوئی ہے،
that he established the public transport system successfully in چیز تھی
Turkish اور Seoul. پھر تہران میں محمود احمدی نژاد کی مثال تو دی گئی ہے- اس کے بعد ایک
leader طیب اردگان ہیں جو استنبول کے میئر تھے اور انہوں نے استنبول کے اندر بڑا زبردست
پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم بنایا تھا-

Mr. Chairman! I think this is a very serious thing in Islamabad.

and there is no جس کو بنے ہوئے ساٹھ سال ہوگئے ہیں اور یہ اب پرانا دارلحکومت ہوگیا ہے
باقی بڑے شہروں میں بھی ختم more or less اور یہ public transport system in it.
in college days we used road transport ہوگیا ہے- ہمارے ہاں مجھے یاد ہے
which I think need to be اس کی دو تین وجوہات ہیں system and the railway.
with کو road transport نے rulers ایک تو شروع سے ہمارے emphasized.
کیا- آپ کو یاد ہے فیلڈ مارشل کے زمانے میں روٹ پرمٹ کا سسٹم لاگو ہوگیا تھا corruption link
and route permit used to be sold and they were used as a
بھی تھا اور business patronage بھی تھا، political patronage وہ patronage.
we did not really ہے کہ reason بھی تھا، ایک تو اس کی یہ personal patronage
for the last دوسرا developed a genuine mass transport system.
یہ کارمافیا کارفرما ہے- ابھی ہمایوں مندوخیل صاحب نے کار کا ذکر کیا- twenty, thirty years
they have also been ہے leasing ہے، indigenous car industry ایک تو ہماری
they did not allow a genuine mass اور اس کی وجہ سے focusing on that
important issue تیسرا میں سمجھتا ہوں بڑا public transport system to develop.

ہے کہ in general our ruling class جس میں سیاست دان بھی آتے ہیں اور بیورو کریسی بھی آتی ہے، ان میں عوام کے حوالے سے ایک بے حسی پائی جاتی ہے۔ ہاں جہاں اپنی ذات اور اپنی فیملی کا interest ہوگا یا اپنے قبیلے کا interest ہوگا تو اس میں وہ out of the way جا کر project بھی شروع کریں گے، develop بھی کریں گے اور سارا کچھ کریں گے لیکن جہاں تک عوام کا تعلق ہے جن کے نام پر وہ حکومت کرتے ہیں اور rule بھی کرتے ہیں ان کی کوئی پرواہ نہیں ہو گی and I think this shows a certain distance from the people of Pakistan and it's about time, it has changed and I would say, Mr. Chairman, you as the Chairman of the Senate and also as a representative of Islamabad and we also representing Islamabad, this is the opportunity that we can develop and I would suggest that Road Transport Authority کی بات ہوئی ہے you should take initiative and involve the elected members from Islamabad also from both the Houses and take the bull by horns. ورنہ یہ کام نہ روایتی سیاستدانوں نے کرنا ہے اور نہ بیوروکریسی نے کرنا ہے کیونکہ ان کو عوام کی پرواہ نہیں ہے لیکن آپ تو یہاں کے رہنے والے ہیں and you represent the people of Islamabad so the initiative should be taken by you because we owe it to the Islamabad. اتنا خوبصورت capital بنایا گیا لیکن یہاں کے عوام بنیادی سہولتوں سے ابھی تک محروم ہیں، Thank you.

Mr. Chairman: Mushahid *Sahib*, certainly I believe that there is a dire need of public transport in Islamabad. We have got six members of the Parliament from Islamabad, the four Senators and two members of the National Assembly. It is very unfortunate that we do not have the public transport system. We have a transport system which was mentioned by Senator Babar Awan and that is private. The common man cannot afford that. So, we need a public transport system and certainly I feel that there is a need for it. So, I propose that a special committee be constituted consisting of members to be appointed in consultation with Leader of the

House, Leader of the Opposition along with the terms of reference be constituted to examine and suggest for having a public transport system in Islamabad which also includes an underground or a sky train and the provision of the same. So, I constitute that special committee. Yes, Islamuddin Sheikh *sahib*.

سینیٹر اسلام الدین شیخ: شکریہ جناب چیئرمین، آج چونکہ Chief Whip پر ایک سوال اٹھا ہے اور الحمدللہ میں تیسری بار اس سینیٹ کا ممبر ہوں، ایم این اے رہا ہوں اور وفاقی وزیر رہا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ without law as a Chief Whip اپنی پارٹی کی طرف سے جو بھی کام کروں وہ illegal یا غلط ہو۔ چونکہ بات نیشنل اسمبلی کی آئی تھی تو نیشنل اسمبلی کے rules بھی دیکھ لیے گئے ہیں۔ وہاں بھی یہ parliamentary practice چلی آرہی ہے جب سے ہمارے ہاں پارلیمانی طرز حکومت ہے۔

Mr. Chairman: Zafar Ali Shah *sahib*, it is clarified now. I have earlier said that this is the parliamentary practice all over the world.

Westminster اور Indian Parliament میں بھی یہی ہے and this is the practice.

سینیٹر اسلام الدین شیخ: میں شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس پوزیشن کو clear کریں ورنہ میں باہر چلا جاؤں گا۔ Thank you very much.

جناب چیئرمین: جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ نیشنل اسمبلی میں بھی نہیں، وہاں بھی اسی طرح کام چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب، بات وہی ہے کہ there are certain things which are in practice. In Westminster you do not have anything in writing.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: وہاں تو پورے کا پورا constitution ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: وہی بات ہے اور انڈیا میں بھی ہر پارٹی نے اپنے Chief Whips بنائے ہوئے ہیں۔ میں نے اسی لیے کہا تھا کہ آفتاب شیخ صاحب سے پوچھیں کہ وہ کس capacity میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شیخ صاحب جس capacity میں مرضی بیٹھیں، وہ بادشاہ ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ شاہ صاحب، جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ جناب، کرنل صاحب نے بڑی اچھی بات start کی ہے لیکن ہمارے ملک کی بد قسمتی ہے، ہمارے صوبوں میں پبلک ٹرانسپورٹ تھی، ہر صوبے میں تھی لیکن ہمارے ہاں صوبائی حکومتوں نے خود ختم کی۔ پشاور میں جی ٹی ایس پورے پختون خوا میں چلتی تھی اور جب وہ ختم کی گئی تو اس وقت پختون خوا میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، پنجاب میں تھی اور سب جگہ تھی۔ پبلک ٹرانسپورٹ کے بغیر مجھے آج یونیورسٹی ٹاؤن سے موٹروے پر آنے کے لیے گھنٹہ لگا۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ پبلک ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ پبلک ٹرانسپورٹ ہونی چاہیے نہ صرف اسلام آباد بلکہ میں تو propose کروں گا کہ ہم اپنے صوبے میں بھی اس پر کوشش کریں گے انشاءاللہ اگر وہاں ہماری حکومت دوبارہ آئے گی اللہ کے فضل سے تو وہاں بھی کریں گے اور دوسرے صوبوں میں بھی ہونی چاہیے کیونکہ public transport is very important.

Mr. Chairman: That is a good hope for future, you know.

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: پنجاب حکومت نے ترکی کے ساتھ معاہدہ کیا اور اس معاہدے کے تحت وہاں یہ شروع ہو گئی ہے۔ لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ سابقہ صوبائی اسمبلیوں نے ممکن ہے کیا ہو لیکن آج چاروں صوبوں میں سے پنجاب حکومت نے lead لی ہے جہاں ٹرانسپورٹ اور مسافروں کا سارا سسٹم تہس نہس ہو گیا تھا لیکن وہاں پنجاب حکومت کی کاوشوں سے وہ چل رہی ہے۔

Mr. Chairman: Col. Tahir Mashhadi *sahib*, again you are on a point of order?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes sir, I am on a point of order Sir.

جناب چیئرمین: جی فرمائیں۔

Point of Order

Electricity Failure in the Country

سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین، یہ جو ہماری حکومت ہے، پیاری حکومت اور عوامی حکومت یہ ہمیں اندھیرے میں رکھنا چاہتی ہے۔ اس نے پورے پاکستان کو کل اندھیرے میں ڈال دیا۔ اچ پاور سٹیشن ٹرپ ہوتا ہے، منگلا میں break down ہوجاتا ہے اور اس کے بعد تربیلا break down ہوجاتا ہے اور پورا کا پورا پاکستان اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے۔ کل رات پاکستان میں کوئی بچہ نہیں سویا۔ آج صبح کسی بچے کو ناشتہ نہیں ملا۔ صبح فجر کی نماز لوگوں نے کس طرح پڑھی وہی جانتے ہیں۔ یہ کس لیے ہوا، صرف نالائقی کی وجہ سے، mismanagement کی وجہ سے، سفارشیوں کو اچھی اچھی پوسٹوں پر لگانے کی وجہ سے otherwise کوئی reason نظر نہیں آتی، کوئی reason نہیں بتائی گئی سوائے اس کے کہ یہ نالائقی تھی، mismanagement تھی اور تکلیف میں کس کو ڈالا گیا؟ پاکستان کے غریب عوام کو۔ ہمارے محلوں میں رہنے والے منسٹر صاحبان کے پاس دو، دو، چار، چار generators تھے، ہمارے حکمران جتنے بھی تھے سب کے گھروں میں روشنیاں تھیں اور عوام، جن کی وجہ سے وہ یہ privileges and powers enjoy کرتے ہیں وہ رُل رہے تھے اور اندھیرے میں تھے۔ تکلیف میں تھے۔ کوئی بیمار تھا، کوئی بزرگ تھا اور کوئی بچہ تھا مگر حکومت کو کوئی فکر نہیں ہوئی۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ نہیں، پانچ گھنٹے نہیں، آٹھ آٹھ گھنٹے اور ابھی تک ایسی جگہیں ہیں پاکستان میں جدھر ابھی تک بجلی نہیں آئی۔ چلو آپ پاکستان کو اور پاکستان کے پسے ہوئے اور دکھی عوام کو آپ اس طرح treat کرنا چاہتے ہیں تو آپ treat کریں، انشا اللہ عوام بھی جواب دیں گے۔ ان کے پاس بھی کوئی نہ کوئی جواب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی عوام کا ساتھ دے گا اور وہ ان کو عقل دے گا کہ ان لوگوں کو پھر دوبارہ لانا ہے، اندھیر نگری میں رہنا ہے یا نہیں رہنا ہے وہ تو بعد کی باتیں ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اندھیرے میں سندھ کے عوام کو بھی رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک تو اندھیرا یہ بجلی کا اندھیرا ہے۔ دوسرا پیر مظہر الحق صاحب کہتے ہیں کہ میں یونیورسٹی نہیں بننے دوں گا۔ میں حیدرآباد کے لوگوں کو یا سندھ کے لوگوں کے لیے دوسری یونیورسٹی نہیں بننے دوں گا۔ جبکہ یہ بنیادی حق ہے ہر ایک کا کہ ان کے لیے ایجوکیشن ہو اور یہ روشنی یونیورسٹی سے ہی ہوتی ہے۔ ایسی روشنی ہوتی

ہے جس سے قومیں بن جاتی ہیں۔ایسی روشنی ہوتی ہے جس سے دنیا کے ملکوں کی قسمت بدلی جاتی ہے مگر یہ تو گھروں میں روشنی دیں گے اور نہ یہ پاکستان کے بچوں کے ذہنوں میں روشنی ہونے دیں گے۔ پیر مظہر الحق صاحب کا جو بیان تھا، جو کہ سندھ کو divide کرنے والی بات ہے، جو کہ بھائی کو بھائی سے لڑانے والی بات ہے، جو کہ پاکستان کے عوام کو پڑھائی سے اور ایجوکیشن سے محروم رکھنے کی ایک کوشش ہے۔ میں اس پر ہاؤس سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس موقع پر سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

جناب چیئرمین: شکریہ، جی حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام آباد میں transport کے نہ ہونے کا جو مسئلہ ہے، بنیادی طور پر ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ transport ایک مہذب سوسائٹی اور ایک بڑے شہر کی اشد ضرورت ہے لیکن اس کی عدم موجودگی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جہاں کہیں بھی اس سروس کو مہیا کیا، transport کو چاہے لاہور میں کیا، چاہے پنجاب میں کیا، چاہے سندھ میں کیا یا کراچی میں کیا ہماری road transport ناکام ہوئی۔ محض road transport ناکام نہیں ہوئی، کوئی ادارہ جو کہ حکومت چلا رہی ہے، چاہے ہمارا ریلوے ہے۔ ریلوے کی آپ حالت دیکھیئے۔ ریلوے خسارے میں جا رہی ہے، ریلوے کے حالات ایسے ہیں کہ یہ لوگوں کو بروقت ملنے والی سب سے سستی اور سب سے محفوظ transport سمجھی جاتی ہے، اس سے بھی لوگ محروم ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ road transport بہت ضروری ہے لیکن جو ابھی کرنل صاحب فرما رہے تھے کہ تمام ملک میں اندھیرا آ گیا۔ بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم جو system چلا رہے ہیں، حکومت کے ذمے جو بھی کام ہے، بجائے اس کے کہ اس کو احسن طریقے سے چلایا جائے، جہاں کہیں نقص ہو اس کو فوری طور پر رفع کیا جائے لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ایک جگہ خرابی ہے، وہ خرابی پھیلتے پھیلتے سارے ملک میں پھیل جاتی ہے۔ اس حکومت کو چاہیے اور ہمیں سینیٹ میں بھی اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ -----

جناب چیئرمین: حمزہ صاحب! مغرب کی اذان ہو رہی ہے۔ تشریف رکھیں۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

Mr. Chairman: The proceedings are suspended for 15 minutes for *Maghrib* prayers.

[The House was then adjourned for Maghrib prayers]

[The House reassembled after Maghrib prayers with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bukhari) in the Chair]

Commenced Resolutions

Mr. Chairman: We may take up Item No.9 regarding consideration of the following resolution moved by Mr. Muhammad Talha Mehmood on 28th January, 2013.

> "This House recommends that effective steps be taken to eradicate manufacturing and sale of spurious and substandard drugs in the country."

اس پر طلحہ صاحب، آپ بات کرنا چاہیں گے کیونکہ یہ already moved ہے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! اگر آپ مجھے کہتے ہیں تو اس پر بات ہو سکتی ہے لیکن اگر آپ چاہیں تو next Monday بھی بات ہو سکتی ہے۔ جس طرح آپ چاہیں۔

Mr. Chairman: Right, it is deferred for next Private Members' Day. Now we take up next Item No.10 regarding consideration of the following resolution moved by Mr. Karim Ahmed Khawaja on 18th February, 2013.

> "The House recommends that the Government may take effective steps to control environmental pollution in ICT."

It has been moved on 18th of February,

اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو بات کر لیں۔

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب چیئرمین صاحب! جو میں نے resolution دیا تھا وہ یہاں آپ کے ریکارڈ میں پڑا ہے، میں نے وہ سارے ملک کے لیے دیا تھا اور اس میں مختلف چیزیں ہیں، وہ آپ check بھی کر سکتے ہیں۔ آپ کے سیکرٹریٹ نے اسے short کر کے یہاں دے دیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ جو میرا original text with my signature ہے وہ یہاں دیا جائے۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib, you must be knowing that through devolution the subject of environment has gone to the provinces. So, it is the domain of the provinces then how can you recommend it for the whole country. You can deal with the things within the ICT. If you want to move for whole of the country

پھر اس پر بہت سے لوگ بات کریں گے کہ

it is a provincial subject and when it is a provincial subject how can you discuss it in the Senate over here.

سینیٹر کریم احمد خواجہ: جناب چیئرمین! میں اس حوالے سے دو منٹ کے لیے بات کرنا چاہتا ہوں اور مہربانی کر کے میری گزارش سن لیں۔

Mr. Chairman: Let it be examined by the office whether it can come on the Orders of the Day or not.

پہلے office اس کو دیکھ لے پھر we can proceed further.

سینیٹر کریم احمد خواجہ: شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی زاہد خان صاحب۔ پہلے ہم business نہ کر لیں یا آپ کا point of order بہت ضروری ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب آپ نے پہلے مشہدی صاحب کو بولنے کا موقع دے دیا تھا اور وہ Water and Power کے حوالے سے بات کر رہے تھے۔ میں بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب! رات کو ایسے بجلی چلی گئی کہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ آیا کوئی air attack ہو گیا ہے، کوئی میزائل گر گیا ہے یا پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اور ایسا اندھیرا چھا گیا کہ کسی کو ایک دوسرے کا بھی پتا نہیں چل رہا تھا۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو ٹیلیفون کرنے شروع کر دیئے، کوئی message کرتا

ہے کہ مارشل لاء لگ گیا ہے، کوئی کہتا ہے قیامت آگئی ہے۔ جناب چیئرمین! آج ہماری meeting تھی جس میں مجھے پتا چلا کہ جو ابھی Water and Power کے سیکرٹری بنائے گئے ہیں وہ سب سے جونیئر گریڈ 21 کا آفیسر ہے جب کہ کئی Additional Secretaries اس سے senior ہیں۔ وہاں ایک Special Secretary Grade-22 کا بھی موجود ہے لیکن بد قسمتی سے وہ پختون ہے اس لیے اسے سیکرٹری نہیں بنایا گیا۔ جب اس طرح کی تعیناتیاں ہوں گی تو پھر ایسے ہی کام چلیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ ہم سیاسی لوگ ادارے تباہ کروا رہے ہیں، ہم سنیارٹی نہیں دیکھتے کہ کون آدمی اہل ہے جو ادارے کو احسن طریقے سے چلا سکتا ہے۔ صرف یہ کہ وہ پختون ہے اور پختون کو سیکرٹری نہیں بننے دینا ہے۔ جناب! یہ سراسر ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں تو یہ حال ہے کہ سینیٹ میں کوئی وزیر آنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اللہ کرے یہ حکومت جلد فارغ ہو جائے تاکہ caretaker حکومت یہاں آ کر کم از کم جواب تو دے گی۔ یہ لوگ تو نہ جواب دینے کے قابل ہیں، نہ کسی فیصلے کی implementation ہوتی ہے۔ آپ جب یہاں سے رولنگ دیں گے تو Caretaker ڈریں گے اور سینیٹ کو ترجیح دیں گے۔ یہ لوگ تو بادشاہ ہیں۔ یہاں پر نہ تو وزیراعظم صاحب آتے ہیں، نہ وزراء آتے ہیں۔ بس ہم یہاں پر آ کر اور چیخ چیخ کر چلے جاتے ہیں۔ شام کو ٹی وی پر ہمیں گالی دی جاتی ہے کہ پارلیمنٹ کیا کر رہا ہے۔ جناب! پارلیمنٹ کے پاس اختیار کیا ہے۔ ہمارے ہاں جو Committees ہیں ان کے پاس کیا اختیارات ہیں۔ کیا ہم کوئی فیصلہ implement کروا سکتے ہیں۔ آج میری standing committee meeting میں ایک Additional Secretary آیا تھا، میں نے اس سے رات کی load shedding کا پوچھا تو اس کو اس کے متعلق کوئی information نہیں تھی۔ جب ہم سیاستدانوں کی یہ صورتحال ہو کہ ہمیں bureaucracy اپنے اداروں کے متعلق نہ بتائے تو پھر ہمارا کیا فائدہ۔ ہم نے کل لوگوں کے سامنے اپنے احتساب کے لیے جانا ہے تو پھر ہم کیوں ایسی حرکتیں کر رہے ہیں کہ جونیئر لوگوں کو اداروں کی باگ ڈور دے دیتے ہیں۔ ہم نے لوگوں سے ووٹ لیے تھے کہ ہم ان کے مسائل حل کریں گے، نہ کہ اپنی پسند و ناپسند کے ایسے فیصلے کریں اور ایک جونیئر سیکرٹری کو سینیئر سیکرٹریز کے اوپر لگا دیں اور سینیئر کو کہیں کہ جونیئر کے ماتحت کام کرو تو وہ کیسے کام کرے گا۔ جناب! وہ کام نہیں کرے گا اور پھر اسی طرح کی صورتحال پیدا ہو گی جو کل اس ملک کے اندر پیدا ہوئی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ بد قسمتی سے Special Secretary Grade-22 کا ہے اور جو Water and Power کا

سیکرٹری لگایا گیا ہے وہ Grade-21 کا ہے اور اس سے وہاں کا Additional Secretary بھی senior ہے۔ایک جونیئر کو اٹھا کر دو سیکرٹریز کے اوپر لگا دیا جائے تو اس ملک کی یہی صورتحال ہو گی جو رات کو ہوئی ہے۔ خدارا! ان سے کہہ دو کہ یہ ویسے بھی جا رہے ہیں، یہ چیزیں عوام کے سامنے جائیں گی، جب عوام کے سامنے جائیں گے تو آپ بھی دیکھیں گے کہ عوام ان کا احتساب کریں گے۔ ان چیزوں کو پسند و ناپسند کی باتوں میں نہ لیں۔ پتا نہیں کس لیے لگا رہے ہو؟ ایسا نہ کریں، اس ملک و قوم کو کوئی صحیح راستہ دے دیں، کوئی سہولت دیں نہ کہ رات کو پورے ملک سے چھ گھنٹے بجلی غائب تھی۔ ابھی یہ بھی علم نہیں کہ ہوا کیا ہے، کیوں ہوا ہے؟ سینیٹ میں بہت سے احتجاج کئے گئے اور آپ کو یاد ہو گا کہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ ہمارے ڈپٹی چیئرمین صاحب بھی احتجاج میں شامل تھے لیکن یہ حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی، آج بھی وہی صورت حال ہے، کوئی وزیر نہیں ہے، ہم بولتے بولتے تھک کر چلے جائیں گے، میڈیا بھی لکھ لکھ کر چلا جائے گا اور پھر رات کو جب اینکر پرسن بیٹھیں گے تو وہ مجھے اور آپ کو گالی دیں گے کیونکہ ہم سیاسی ورکر ہیں۔

جناب چیئرمین: جی مختار دھامرا صاحب۔

سینیٹر مختیار احمد دھامرا: شکریہ جناب چیئرمین! پاکستان میں ایک کتاب آئی ہے جسے ایک retired Lieutenant General نے لکھا ہے، اس کتاب کا نام ہے ''یہ خاموشی کہاں تک''۔ اس کتاب میں صفحہ نمبر 87 پر شہید ذوالفقار علی بھٹو جو اس ملک کے منتخب وزیراعظم تھے اور جن کو ایک عدالتی فیصلے کے تحت شہید کر دیا گیا تھا، ان کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ وہ فرعون تھے۔ ایک سندھی اخبار نے یہ چیز واضح طور پر چھاپی ہے اور میں اس کے صفحہ نمبر 87 کے بارے میں بتا رہا ہوں جس میں انہوں نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو فرعون کہا ہے اور صفحہ نمبر 48 پر انہوں نے یہ کہا ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے انہیں کیوں پھانسی دی وہ تو خود خودکشی کر لیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے ان الفاظ سے اس ملک کے کروڑوں عوام اور ووٹروں کی دل آزاری ہوئی ہے جو آج بھی شہید ذوالفقار علی بھٹو اور اس کے vision اور فلسفے کو ووٹ دیتے ہیں اور آج بھی گڑھی خدا بخش بھٹو میں لاکھوں، کروڑوں عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ لوگ اس وقت کہاں ہوتے ہیں جب ان کی نظر میں کوئی بھی حکمران اچھا کام نہیں کر رہا ہوتا۔ یہ اپنی نوکری کے مزے لوٹتے ہیں، تنخواہیں لیتے ہیں، جب ریٹائرڈ ہوتے ہیں تو

انہیں خیال آتا ہے اور ایک کتاب لکھ دیتے ہیں کہ یہ یہ چیزیں غلط ہوئیں، انہیں اس وقت استعفیٰ دے کر عوام کی عدالت میں آنا چاہیے اور عوام سے ووٹ لینا چاہیے اور اس سیاسی لیڈر شپ سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ وہ شہید ذوالفقار علی بھٹو جس کے بارے میں ایک جج نے کہا کہ ہاں! ہم سے غلطی ہوئی ہے اور ہم نے pressure میں عدالتی murder کیا ہے۔ وہ ذوالفقار علی بھٹو جس نے اس ملک کو ایٹم بم دیا، معیشت آج بھی ذوالفقار علی بھٹو کی مرہون منت ہے جس پر یہ پاکستان depend کر رہا ہے۔ اسلامی سربراہی کانفرنس، چین دوستی جن پر ہر آنے والا حکمران فخر کرتا ہے۔ 90 ہزار فوجی قیدیوں کو باعزت طریقے سے واپس لانا، اس ملک کو متفقہ آئین دینا، ایسی چیزیں ہیں جس پر کوئی بھی تنقید نہیں کرتا۔ اس ذوالفقار علی بھٹو کو فرعون قرار دینا، میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ میں ایسے شخص کی شدید مذمت کرتا ہوں جو اس ملک کے متفقہ لیڈر اور قائد ذوالفقار علی بھٹو شہید کے بارے میں ایسے الفاظ کہتے ہیں۔ بات یہیں پر نہیں رکتی، کل ایک اردو چینل پر اس شخص نے پاکستان کے آئین کو بدبودار آئین قرار دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حق کسی شخص کو نہیں جو elected نہ ہو اور وہ elected leadership پر، اس ایوان سے متعلق اس طرح کے ریمارکس دے۔

جناب چیئرمین! شہید ذوالفقار علی بھٹو اس ملک کی حقیقت ہیں اور ان جیسے لوگوں کو جنہوں نے بہت زیادہ پروپیگنڈہ کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہر جمہوریت پسند کارکن اور پارٹی خواہ اس کے نظریات کچھ بھی ہوں، ہاں ہم مانتے ہیں، جمہوری دور میں ہمارے اختلافات ہو سکتے ہیں مگر وہ لوگ جو نوکری کریں اور ریٹائرمنٹ کے بعد ایسی بے ہودہ باتیں کریں، یہ نہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے قائد شہید ذوالفقار بھٹو کی بلکہ تمام سیاسی قوتوں اور سیاسی ورکروں کی توہین ہے۔ میں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں، احتجاج کرتا ہوں اور ان لوگوں کو خبردار کرتا ہوں کہ آپ کو یہ الفاظ واپس لینے پڑیں گے اور اگر آپ کو اتنا شوق ہے تو آؤ میدان میں، کرو پیپلز پارٹی کا مقابلہ، ہم ذوالفقار علی بھٹو شہید کے بارے میں ایسے بے ہودہ پروپیگنڈے کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ اگر کوئی شخص پاکستان کے آئین کو بدبودار آئین کہے تو تمام سیاسی جماعتوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کتاب کی مذمت کریں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Now we move on to item No.11, Mr. Islamuddin Shaikh may move item No.11.

Motion Under Rule 269

Amendment to the Senate Rules

Senator Islamuddin Shaikh: I seek leave under rule 269(4) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, to move an amendment that in rule 165(1) for the word "Twelve", the word "Nine" and for the word "Fifteen", the word "Eleven" be substituted.

Mr. Chairman: The question is whether the member has the leave of the House for amending the rules?

Senator Muhammad Zahid Khan: I oppose, sir.

جناب چیئرمین: تو پھر آپ بات کرلیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: یہ سمجھ نہیں آتی اس وقت اس amendment کی کیا ضرورت پیش آئی۔ جب ہمارے rules بن رہے تھے تو اس وقت 18th Amendment بھی پاس ہو چکی تھی اور اس 18th Amendment کو دیکھتے ہوئے اسی تناسب سے ارکان کا اور کمیٹیوں کا تناسب رکھا گیا۔ بدقسمتی سے ہماری bureaucracy اس چیز کو نہیں مانی، اس نے 18th Amendment کو دل سے تسلیم ہی نہیں کیا کیونکہ وہ اسلام آباد سے صوبوں کو اختیارات منتقل نہیں کرنا چاہتی تھی۔ چھوٹے صوبوں کے حقوق کے لیے جتنی جدوجہد میری ہے اتنی ہی ان کی بھی ہے لیکن وہ ایک democratic party, ہے اور ایک ایسی amendment لا رہی ہے جس سے صرف ایک کمیٹی بن جائے اور اس کا ایک رکن اس میں adjust ہو جائے اور خاص طور پر اس وقت جب وہ وزارت سے فارغ ہو رہا ہو۔ لہٰذا میرے خیال میں یہ ناانصافی ہے۔

جناب چیئرمین! آپ خود اس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یہ بارہ اور پندرہ ارکان اس وقت اس میں ڈال دیے گئے تھے تا کہ کوئی violation نہ ہو اور ارکان adjust ہوں، انہی committees میں، جو already exist کر رہی ہیں۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ اس وقت جب یہ حکومت جانے والی ہے اور ہم committees کی تعداد بڑھانے کے چکر میں ہیں، کیا یہ بوجھ قوم پر نہیں پڑے گا۔ کیا ایک اور چیئرمین کے لیے گاڑی اور پٹرول نہیں دیا جائے گا؟ کیا اس کو

الگ سے دفتر نہیں دیا جائے گا؟ کیا اس کے لیے staff نہیں دیا جائے گا؟ اس وقت ہم کس طرف جا رہے ہیں؟ رات کو ہماری بجلی چلی جاتی ہے، گیس چلی جاتی ہے۔ مہنگائی ہے، بیروزگاری ہے اور ہم لوگ جو عوام کے پاس جا رہے ہیں، کل عوام سے ووٹ مانگیں گے اور اپنی یہ پانچ سالہ کارکردگی ان کو بتائیں گے کہ جی ہم نے یہ کارکردگی کی ہے تو اس کارکردگی میں یہ بھی آئے گا کہ ایسی کیا ضرورت پڑی تھی کہ چند دنوں کے لیے پانچ نئی کمیٹیاں بنانی پڑیں؟ صرف اس لیے کہ وہ وزراء جو فارغ ہونے والے ہیں سینیٹ سے، ان کو ان کمیٹیوں میں adjust کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ اس قوم اور اس ملک کے ساتھ ناانصافی ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ معاملہ کمیٹی کو refer کر دیں، کمیٹی میں discussion ہو اور پھر اگر consensus بنتا ہے تو پھر ضرور کریں لیکن اگر آپ کمیٹی کے بغیر اس کو بلڈوز کر کے پاس کریں گے تو میرے خیال میں یہ اس قوم اور ملک کے ساتھ بہت ناانصافی ہو گی۔

Mr. Chairman: Thank you. All those who are in favour of the leave to be granted, may rise in their seats.

(Interruption)

Mr. Chairman: It is a leave stage now. Don't give me dictation. Yes, Leader of the Opposition.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ اصل میں ایک death ہو گئی ہے اور میں نے وہاں پر جانا ہے۔ آج قائد ایوان تو نہیں ہیں لیکن میں نے honourable Chief Whip صاحب سے یہی بات کی ہے۔ یہ agenda تھوڑا سا sensitive ہے، اگر اس کو پہلے طے کر لیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ اگر یہ اجازت دے دیں اور آپ اس item کو کل تک کے لیے defer کر دیں subject to his approval. کل تک کون سی قیامت آ جائے گی۔ کل صبح ہم اس کو کر لیں۔ آپ کل کے agenda پر اس کو لگا لیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: میں نے تو کل آپ سے بات بھی کی تھی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بات تو آپ نے فون پر ضرور کی تھی، but I did not get the sense of other colleagues. I was stuck in traffic between toll plaza and here and we have meeting with Maulana Fazlur Rehman we should اب بات یہ ہے کہ آپ نے بالکل مجھے بتایا تھا لیکن *sahib*, I could not skip.

see that what is pulse, members کیا چاہتے ہیں؟ عوام کیا چاہتے ہیں؟ قوم کیا چاہتی ہے؟ کیا بہتری ہے؟ جو بہتری ہو گی اس پر فیصلہ کر لیں گے۔ ہم ہمیشہ کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس item کو defer کر لیں۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: آپ دیکھ لیں سوائے ایک پارٹی کے کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ ایک پارٹی کو بھی نہ روٹھنے دیں۔ اس وقت ملک کا تقاضا ہے کہ ایسا نہ کریں۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ اس کو defer کر دیں۔ یہ میری request ہے، otherwise as he is saying. اور یہ پہلی مرتبہ نہیں ہو گا۔

Mr. Chairman: We can adjourn for sometime. You can have a discussion.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! adjourn it till tomorrow. کل اس کو کر لیں گے۔ کون سی قیامت آ گئی ہے؟ آج اگر کمیٹی بن گئی تو کیا ہو جائے گا؟ صرف یہ کہ وہ چیئرمین بن جائیں گے اور گاڑیاں لے جائیں گے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شیخ صاحب! کل تک کر لیں۔ کوئی بات نہیں، ذرا بات کرنے دیں آرام سے۔

جناب چیئرمین: جی اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: جناب والا! کیونکہ ایک مرتبہ بات ہو چکی ہے، یہ move ہو چکا ہے، اس پر voting بھی ہو گئی ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: دیکھیں، اگر آپ اس کو withdraw کر لیں اور چیئرمین اس کی اجازت نہیں دیتا تو یہ اور بات ہو گی۔ پھر چیئرمین صاحب House کی اجازت لے لیں گے، House کی sense لے لیں گے کہ yes you can withdraw till tomorrow. دیکھیں اگر تو آپ نے اس کو نمبر پر بلڈوز کرنا ہے تو obviously you can لیکن اگر consensus کے ساتھ چلنا ہے تو پھر consensus کے ساتھ چلیں۔ یہ ضرورت ہے۔ باقی ان سے بھی بات کر لینے دیں۔ جو بھی ایک یا دو پارٹیاں ہیں، وہ نہیں مانتیں تو ان کے ساتھ بیٹھ کر صبح بات کر لیتے ہیں اور پھر فیصلہ کر لیں گے۔ پھر یہ دیکھیں کہ یہ آپ کے allies بھی ہیں۔

جناب چیئرمین: اگر House کی یہ sense ہے کہ we can take it up tomorrow, so it is deferred till tomorrow. The House stands adjourned to meet again on Tuesday, 26th February, 2013 at 10:30 A.M.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, 26th February, 2013 at 10:30 A.M.]